رجسٹرڈ ایل نمبر

ہندوستان بھر کے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجا لانیوالا اکیلا اخبار

مقاصد | یھدی اللّٰہ لنورہٖ من یشاء | ضوابط

نور

The Noor

قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب

ایڈیٹر :۔ شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ وودوان برہمچاری

جلد ۱۷ | نمبر ۱۹

مورخہ ۲ جولائی ۱۹۲۳ء

مقاصد

۱۔ اسلام کی خوبیاں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی حقیقت ظاہر کرنا۔
۲۔ سکھوں اور آریوں میں اشاعت اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا۔
۳۔ دیگر مذاہب کے حملوں کا کامل اور صحیح جواب دینا۔
۴۔ راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم کرنا۔

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے تین روپے (۳)
" ششماہی " ایک روپیہ (۱۲؍)
" امراء سے سات روپیہ (۷)
" سالانہ ممالک غیر سے ۸ شلنگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

زندہ باش میر سعادت علی،

جس نے ٹمٹماتے ہوئے نور کو دوبارہ روشن کردیا اور ہمسایہ اقوام میں احمدیت کی شان کو بلند کردیا

جزاک اللہ احسن الجزاء

بوجہ بیقدری اور حوصلہ شکنی کے میں تو ۱۷۔ جون کے پرچہ میں اخبار نور کا مرثیہ پڑھتے ہوئے اسے بند کرچکا تھا۔ اس کے بعد جن لوگوں نے کسی نہ کسی رنگ میں میرے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔ مگر ایسے وقت میں زبانی ہمدردی اور جمع خرچ کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔ ایک پیاسے کے لئے پانی کا ذکر یا حوصلہ افزائی کے کلمات اس کی پیاس کو نہیں بجھا سکتے۔

میں مورخہ ۲۵ جون بروز جمعہ بوقت چار بجے اپنے دفتر میں نور کی بہتری کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا تھا۔ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ پوسٹ مین نے پچاس روپے کا ایک تار کا منی آرڈر جس کے بھیجنے والے مکرم و محترم جناب حکیم میر سعادت علی صاحب حیدرآبادی تھے۔ میرے سامنے لاکر رکھدیا۔ جس میں یہ درج تھا۔ کہ پچاس روپے ماہوار پہنچتے رہیں گے آپ نور کو بند نہ کریں۔ یہ خوشخبری پاکر میں فوراً ہی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گرگیا۔ اور حضرت میر صاحب موصوف کے لئے دردِ دل سے دعائیں نکلیں۔ کیونکہ مجھے نور کے بند ہونیکا جسکی میں نے خون جگر سے آبیاری کی تھی۔ اتنا ہی رنج تھا جتنا کہ ایک صد سالہ بوڑھے کو اپنے جوان اکلوتہ بچہ کی وفات کا ہوسکتا ہے۔ اور اس کی دوبارہ حیات کے مژدہ جانفزا پیغام سے مجھے اتنی ہی خوشی ہوئی جتنی کہ ایک سو سالہ بوڑھے کو اپنے نوجوان اکلوتہ بچے کی وفات کی خبر سننے کے بعد دوبارہ اسکی حیات اور بقاء کی خبر پاکر ہوسکتی ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ آج اس سے کون انکار کرسکتا ہے۔ کہ نور کے بند ہونے سے بظاہر سکھوں جیسی دلاور اور شجاع قوم میں بھی تبلیغ کا دروازہ بند ہوجاتا تھا۔ جناب میر سعادت علی صاحب کی اس بروقت امداد نے بلاشبہ ایک بے نظیر تبلیغی حربہ کو جو بے پرواہی کی وجہ سے ٹوٹ چکا تھا۔ دوبارہ کام کے قابل بنا دیا۔ ایک مجاہد جو تھک کر اور چور ہو کر بیٹھ گیا تھا۔ اسے دوبارہ بڑی آن شان کے ساتھ صف اول میں لا کھڑا کیا۔ اسلام کے ساتھ ہر ایک محبت رکھنے والا جناب میر صاحب موصوف کے اس مستحسن فعل کو دیکھکر بے ساختہ اپنی زبان سے یہ کہیگا۔ "زندہ باش میر سعادت علی" جس نے ٹمٹماتے ہوئے نور کو دوبارہ روشن کردیا۔ اور ہمسایہ اقوام میں احمدیت کی شان کو دوبالا کردیا۔ اسکا بہترین اجر اللہ ہی آپ کو دے سکتا ہے۔ لہٰذا میری اور ہر ایک بہی خواہ نور کی بلکہ ہر ایک ہمدرد اسلام کی دردِ دل سے یہ دعا ہے کہ اللہ آپکا حامی و ناصر ہو۔ اور آپ کو حسنات دارین کا وارث بنائے آمین یا رب العالمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا چاہتے ہو عزت یا ذلت

موجودہ زمانہ میں کسی قوم کا وقار اس کے پریس پر موقوف ہے۔ ذرا اپنی ہمسایہ قوم آریہ پر نظر ڈالئے کہ کس کامیابی کے ساتھ ان کے کئی روزانہ ہفتہ وار اخبار چل رہے ہیں جن کا مقصد وحید مسلمانوں کی تخریب اور اسلام کی مخالفت ہے۔ مگر دوسری طرف آپ اپنے پریس کی تنظیم حالت پر غور کیجئے۔ اگر مکرم و معظم جناب حکیم میر سعادت علی صاحب کا دینی جوش اور قابل فخر ایثار آڑے نہ آتا جس نے اگر ایک طرف ٹمٹماتے ہوئے نور کو دوبارہ روشن کر دیا تو دوسری طرف ہمسایہ اقوام میں احمدیت کی شان کو بلند کر دیا۔ ورنہ نور کے بند ہونے میں کیا کیا گیا تھا۔ اور یہ اس مجاہد پرچہ کے ساتھ سلوک روا رکھا گیا تھا جس کے متعلق اپنے اور بیگانے سب معترف ہیں کہ اس پرچہ نے سکھوں کے ایسی دلاور و شجاع اور آریوں جیسی معاند اسلام اقوام میں بے نظیر کام کیا۔ ہائے کس قدر غضب کہ ایسا پرچہ جس کی پشت پر دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والی جماعت کا ہاتھ ہو۔ وہ صرف بے توجہی اور کمی اشاعت کی وجہ سے سسک سسک کر دم توڑے۔

کام کرنیوالے کی حوصلہ شکنی یا اس کے ساتھ بے انصافی اور کیا ہو سکتی ہے۔ غیر احمدی تو اس لئے نور کو نہ خریدیں کہ یہ پرچہ قادیان سے نکلتا ہے۔ اور احمدی اس لئے توجہ نہ کریں۔ کہ یہ سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کرتا ہے دکیونکہ اس کے سوا نور کا اور کوئی قصور نہیں معلوم ہوتا) تو پھر بتلایئے کہ اب نور کو خریدے تو کون۔ احمدی دوستو یاد رکھو کہ اگر آپ ہندوستان میں باوقار زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ کبھی بھی سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ اور اگر آپ تبلیغ کے اس ضروری شعبہ کو نظر انداز کر کے باوقار زندگی بسر نہیں کر سکتے تو پھر آپ نور اور نور کے کام سے بھی کبھی بے پرواہ نہیں ہو سکتے اگر آپ ایسا کریں تو یہ سمجھونگا کہ ہمیں جوانی ہی میں بڑھاپا آگیا۔ اور ہمارے تبلیغی جذبات جس کے اغیار بھی قایل تھے۔ سرد پڑ چکے۔ نور کی ڈوبتی ناؤ کو کندھا دیکر جناب حکیم میر سعادت علی صاحب نے جو بے نظیر قربانی اور ایثار کا ثبوت دیا ہے آئندہ

آنیوالے لوگ جب مذہبی ہسٹری لکھیں گے اور جسوقت سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کے باب کو قلمبند کریں گے۔ تو وہ جناب میر سعادت علی صاحب کے اس قابل رشک فعل کو جلی حروف سے لکھیں گے۔ جنہوں نے اپنے بے نظیر ایثار سے سکھوں اور آریوں میں تبلیغ کے ایک زبردست حربہ کو ٹوٹتے ہوئے نہایت جوانمردی سے بچا لیا

میں چاہتا ہوں کہ اس تبلیغ کے بے نظیر حربہ کو بچانے کے لئے دوسرے دوست بھی میدان میں بڑھ کر جناب میر صاحب موصوف کا ہاتھ بٹائیں۔

اسوقت نور کے خریدار ۳۵۰ ہیں نور کو زندہ رکھنے کے لئے کم از کم ساڑھے تین سو اور خریداروں کی ضرورت ہے۔ اگر ہر ایک خریدار کم از کم ایک (اگر زیادہ دیں تو مہربانی) خریدار دیکر۔ اگر وہ خریدار مہیا نہیں کر سکتا تو پھر اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے اپنے کسی آریہ و سکھ واقف کار کے نام اخبار نور جاری کرا دیں۔ اگر ان کی کوئی سکھ یا آریہ دوست نہوں تو پھر دفتر نور کی معرفت اپنی گرہ سے قیمت ادا کر کے کسی سکھ یا آریہ کے نام پرچہ جاری کرا دیں۔ دفتر نور میں آئے دن ایسے سکھوں اور آریوں کی درخواستیں آتی رہتی ہیں۔ کیا آپ نور ایسے مفید تبلیغی حربہ کو زندہ رکھنے کے لئے تین روپیہ سالانہ یعنی ۴ ماہوار کی تھوڑی سے رقم بھی خرچ نہیں کر سکتے۔

دفتر نور سب دوستوں کے نام اس مطلب کے لئے جوابی کارڈ ارسال کئے جا رہے ہیں۔

پندرہ روز تک جن دوستوں کی طرف سے کوئی جواب نہیں آئیگا۔ پھر انکے نام ہے کا وی پی ارسال ہوگا غرضیکہ دوستوں کو کم از کم ایک نیا خریدار دینا اگر وہ

دفتر دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے

نور کو پچاس خریدار

جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ لکھتے ہیں کہ:-

ریزولیوشن نمبر ۲ کے خلاف آپ کی اپیل حضرت نے منظور فرمائی ہے۔ اور پچاس خریدار دیئے جانیکا ارشاد فرمایا ہے۔ لہذا آپ اخبار کو جاری رکھیں اور جماعت کو اس صدمہ سے بچائیں جو نور کے بند ہونے سے ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر رحم فرماوے اور مالی تنگی کو دور کرے“

نور جن مالی مشکلات سے آج کل ہمارا سلسلہ گذر رہا ہے۔ وہ صاف ظاہر ہے۔ دفتر دعوۃ و تبلیغ کا بجٹ امسال مفت اشاعت کا ہرگز متحمل نہ تھا۔ باوجود ان مشکلات کے حضرت کا دفتر دعوۃ و تبلیغ کو نور کے لئے پچاس پرچے خریدنے کا ارشاد فرمایا۔ اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضور کے دل میں نور کی ناچیز خدمات کی کیا قدر ہے۔ اور یہ حضور کی ذرہ نوازی کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ نور باوجود ان شدید مشکلات کے جاری ہے۔ ورنہ یہ کبھی کا بند ہو گیا ہوتا۔ یہ پچاس خریدار شامل کر کے اب نور کی تعداد ۴۰۰ ہے۔ مگر نور کو خطرہ سے باہر کرنے کے لئے کم از کم ۳۰۰ اور خریداروں کی ضرورت ہے۔ لاکھوں پر مشتمل جماعت کے لئے نور جیسے مجاہد اور غازی پرچہ کو زندہ رکھنے کے واسطے ۳۵۰ جدید خریداروں کا مہیا کر دینا کوئی مشکل نہیں صرف توجہ کی ضرورت ہے اور توجہ کا یہی وقت ہے ورنہ

آئیں گے بعد مرنے کے میرے مزار پر
پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

نہیں دے سکتے تو پھر ایک خریدار کی قیمت اس آڑے وقت میں اپنی گرہ سے ادا کرنا اپنا ایک ضروری فرض سمجھ لینا چاہیئے۔ اور اگر کوئی صاحب جوابی کارڈ پہنچنے سے قبل ہی ہم

بذریعہ منی آرڈر رقم بھجوا کر اپنے فرض کو ادا کر سکیں تو ان کی اس مہربانی کے لیے انکا خاص شکریہ۔ آپ کے جواب باصواب کا منتظر:- محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آریہ سماج اسلام کا کاسہ لیس ہے

از قلم جناب مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی گڑگانوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں نے بڑی تحقیقات اور خوب مشاہدہ کے بعد یہ رائے قایم کی ہے کہ آریہ سماج بطور خود کوئی مذہب نہیں۔ یہ قدیم ہندو مذہب کو دنیا کے سامنے نہیں پیش کرتا اس کے بانی نے دنیا کے بڑے بڑے مذاہب پر طفلانہ اور عامیانہ نکتہ چینی کر کے ان کے نافہمیدہ اصولوں کو اپنے میں جذب کر لیا۔ اور غلط خیالات اور معانی کی وجہ سے ایک مجموعہ خرافات بنا کے دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ صاف الفاظ میں یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ آریہ سماج کا اصول نقالی ہے۔ میں اس سے پہلے مضمون میں لکھ چکا ہوں۔ اور مثالیں دیکھا ہوں۔ کچھ اور مثالیں یہ ہیں کہ مسلمانوں کی طرح ایک جگہ بیٹھ کے کھانا۔ ایک دوسرے کا جھوٹا پانی پی لینا۔ نعت و حمد کی طرز میں اپنے بھجن تیار کرنا۔ حال میں میں نے ایک نظم دیکھی جس میں ایک آریہ نے "کملی والے نے" والی نعت کی نقل میں سوامی دیانند صاحب کی تعریف میں "ویدوں والے نے" کے الفاظ سے کی ہے۔ اور اس نظم کی لے بھی وہی ہے جو اسلامی نعت کی ہے۔

آج کل ہندو مسلمانوں کے بلوؤں کے سلسلہ میں آریہ ہی نہیں ان کی دیکھا دیکھی دیگر ہندو فرقے بھی کہنے لگے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو کوئی حق نہیں کہ وہ ہندوؤں کے اس حق پر اعتراض کریں کہ وہ دوسرے مذہب والوں کو اپنے میں شامل کرتے ہیں۔ اس دعوے کو سنکر مجھے ہنسی آیا کرتی ہے کیونکہ آج تک ہندو اپنے مذہب سے کوئی ایسی سند پیش نہیں کر سکے ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا کہ تبلیغ اور تبادلہ مذہب ہندو مذہب کی رو سے جائز ہے۔ اور پہلے رشیوں اور منیوں کی "حماقت و کاہلی" سے متروک ہو گیا تھا ورنہ فلاں فلاں زمانہ میں اس زور و شور سے جاری تھا۔ وہ کہیں کیسے! وہ اس امر کی تاویل نہیں کر سکتے کہ اگر تبلیغ جائز تھی تو پھر سب ہندوؤں میں باہمی امتیاز کیوں قایم کیا گیا؟ چار ذاتیں کیوں بنائی گئیں؟ بڑے بڑے اوتاروں نے کیوں اس امتیاز پر عمل کیا؟ رامچندر جی جیسے اوتار نے کیوں ایک شودر کو عبادت میں معروف اور درخت میں الٹا لٹک کے ریاضت میں منہمک دیکھ کے قتل کر دیا؟ کیوں شودروں پر بڑی ذات کی نقل کرنے پر انواع و اقسام کے عذاب نازل کئے جاتے تھے؟ ان کو سوائے یہ کہنے کے کوئی چارہ کار نہیں کہ آریہ سماج اسلام کی ایک نقل ہے۔ لیکن اس نقل میں بجائے خوبی پیدا ہونے کے لغویت پیدا ہو گئی۔ جاپان نے یورپی مال کی نقالی کی تو ظاہری زیب و زینت میں تو کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ گو اندرونی خاصیت اور خوبی میں اسے یورپی مال کی ہوا بھی نہ لگی ہو لیکن اس بیچارے آریہ مذہب سے نقالی بھی نہ آئی گویا منہ چڑانا ہے۔

تو معلوم ہوا کہ تبلیغ بھی دوسرے آزاد خیال مذاہب کی ایک نقل ہے۔ مسلمان اور عیسائی اپنے اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں۔ چونکہ میدان اشاعت مذہب میں ہمیشہ اسلام عیسائیت پر غالب رہا ہے۔ اس لئے آریہ مذہب نے اسلامی اصولوں کو اختیار کرنے کی کوشش کی ہے گو وہ اس میں کامیاب نہیں ہوا۔ جب یہ رائے قایم ہو گئی کہ آریہ تبلیغ کے معاملہ میں کوئی ہندو مسئلہ پیش نہیں کر رہے۔ بلکہ دوسرے مذاہب کی نقل کر رہے ہیں۔ تو اسکو حق کہنا فضول اور مضحکہ انگیز ہے!

میرے ایک آریہ دوست اس بحث پر چڑ جایا کرتے ہیں اور وہ اپنے فرقہ کی عادت کے مطابق اسے تسلیم نہیں کیا کرتے۔ میں نے ان کے حریف فرقہ دیو سماج کی رائے زنی سنائی کر لیجئے۔ یہ میری رائے ہی نہیں جس نے بھی ذرا غور مقابلہ مذہب میں کیا ہے۔ وہ فوراً اسی نتیجہ پر پہنچ جائیگا۔

دیو سماج کے ماہواری انگریزی رسالہ "طبیعاتی مذہب" اپنی جون کی اشاعت میں صفحہ ۱۴۳ اور ۱۴۴ پر ایک مضمون شایع کرتا ہے۔ اسلام کے دنیا میں قدرتی طور پر دوست بہت ہیں۔ جو ہر وقت اس پر ادھار کھائے بیٹھے رہتے ہیں۔ اس رسالہ نے اسلام پر چوٹ کرتے کرتے آریہ سماجیوں کے متعلق بھی کچھ باتیں کی ہیں۔ جس میں گو تضحیک اسلام کی ہے۔ لیکن آریوں کی پول اس نے اچھی طرح کھول کے رکھدی ہے۔ چنانچہ ایک عنوان یہ ہے "جنون توحیدی مذاہب کا نتیجہ لابد ہے"۔ جتنے مذہب ایک خدا کو مانتے ہیں۔ ان میں جنون و تعصب پایا جاتا ہے۔ اور ان کی ہی وجہ سے دنیا ان مذاہب کا شکار رہو ہا کرتی ہے۔ اس سلسلہ میں مضمون نگار نے عیسائیت کو بھی طرفدار توحید قرار دیکر ذمہ دار جنون قرار دیا ہے۔ اسی سے مضمون نگار کی عیسائیت اور اسلام سے واقفیت کا اظہار ہوتا ہے۔ لیکن اس مضمون میں ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں وہ لکھتا ہے کہ آریہ سماج نے بہت کچھ توحید اسلام سے لی ہے۔ جماعتداری تنفر، تعصب اور جہاد کے ذلیل جذبات کو قایم کرنے میں خاص شہرت حاصل کی ہے۔ اور ہندو مسلمانوں کے آج کل کے بلوے اسی جذبہ کے اثر کا نتیجہ ہیں۔

دوسرے عنوان "آریہ سماج شامی عقیدہ کی جماعت ہے"۔ میں لکھتا ہے کہ کیا یہ سچ نہیں ہے۔ کہ آریہ فرقہ نے اسلام کی من و عن نقل کی ہے کیا یہ درست نہیں ہے۔ کہ آریہ مت اپنے پیرووں کو خدا کے برگزیدہ بندے ہونے کا وہی سست کر دینے والا مسئلہ سکھلاتا ہے۔ جو اسلام کی تعلیم ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے۔ کہ آریہ دہرم نے اپنا مذہب پھیلانے اور دوسرے مذہب والوں کو اپنے میں ملانے کی تعلیم بالکل اسلام سے حاصل کی ہے۔ اور اسی کے طریقے اختیار کر رکھے ہیں؟ کیا یہ ٹھیک بات نہیں کہ اسلام کی طرح آریہ سماجی وحی کو اپنے خدا کا کلام یقین کرتے ہیں۔ اور اپنے سوامی کو خدا کے اس نام نہاد کلام کا بہترین تعبیر کرنے والا قرار دیتے ہیں کیا یہ صحیح نہیں ہے کہ ہندوؤں میں صرف آریہ سماج ہی ایسا گروہ ہے۔ جس میں اسلامی جہاد یلش قدمی کی جنگ اور ارتداد کی سزا کا جذبہ کام کر رہا ہے؟

اس کے بعد کے عنوان "عورتوں پر تسلط کرنیکی تعلیم صرف توحید والے مذاہب دے رہے ہیں" کے زیر تحت مضمون نگار سینیار تھ پرکاش کے ایک شلوک کو پیش کرتا ہے۔ کہ ایک سپہ سالار یا سپاہی جس نے عورتوں کو گرفتار کیا ہو۔ ان عورتوں کو اپنا جائز مال غنیمت تصور کرے۔ ہمارے دیانند ی دوست اس شلوک کو دیکھ کر غور کریں کہ ان کے سوامی نے اسلامی تعلیم کے پیالہ سے کتنی زبردست جرعہ نوشی کی ہے"۔ اس کے بعد انجیل کی ایک آیت نقل کر کے لکھا ہے کہ۔ اف یہ کیسی غضب کی تعلیم ہے! انجیل اسلامی عقیدہ کی بنیاد ہے۔ اسی طرح آریہ سماج کی جو کچھ پونجی ہے وہ اسلامی تعلیم ہے"!

ہم نے اس رسالہ کو سرسری نظر سے دو چار جگہ سے دیکھا۔ اس میں شک نہیں کہ اسلام پر اس نے جس نکتہ چینی کے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ وہ محض اس کی ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اور میں اس کو اپنے کسی دوسرے مضمون کے لئے چھوڑے دیتا ہوں۔ لیکن اس وقت جس بات نے میری توجہ اپنی طرف کھینچی وہ صرف اس کی رائے تھی۔ جو میری رائے سے ملتی جلتی تھی کہ

آریہ سماج خود کچھ نہیں یہ اسلام کا ریکابی چیٹ ہے۔

ہمیں ضرورت ہے کہ ہم درستہ عقاید پھیلانے کے لئے رسائل و اخبار جاری کریں۔ غیر مسلم مبلغ مسلمانوں کی ان باتوں پر وہ اعتراض کرتے ہیں۔ جو اسلامی تعلیم کا نتیجہ نہیں ہوتیں۔ مسلمانوں نے اپنی ہمسایہ قوموں سے بہت سی غیر اسلامی باتیں اختیار کر لی ہیں قبر پرستی ان میں جاری ہو گئی ہے۔ خدا کو یہ بھول گئے ہیں۔ رواج کے پابند ہو کے شریعت غرا پر عمل کرنا ان کے لئے دوبھر ہو گیا ہے۔ عدالتوں میں حلفیہ بیانوں سے اس پابندی کی تائید کرتے ہیں۔ غرضیکہ اس وقت اسلام ہندی مسلمانوں میں اپنے اصلی رنگ میں نہیں۔ یہاں کے مسلمان آریہ سماج کی طرح ہندو مذہب کا ایک گروہ معلوم ہوتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہندو ان بیچارے گمراہ مسلمانوں کو ہندو سمجھ کے اپنے میں ملانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ ان بچھڑے ہوئے بھائیوں کو پھر اپنی بغل میں بٹھاؤ۔

ان گمراہیوں کے دور کرنے کے لئے ہمیں ضرور وسائل ڈھونڈھنے چاہیئے۔ ہم نے دو تین سال ہوئے تبلیغ کا کام زور و شور سے جاری کیا ...... لیکن ہمارے خیالات اسلامی نہ ہونے کی وجہ سے ہم میں سے استقلال غائب ہے۔ چنانچہ ہم نے تبلیغ میں ڈھیل ڈال دی۔ آریہ اپنی کارگذاریوں میں برابر لگے ہوئے ہیں۔ جب مسلمانوں کو پھر کبھی کہیں زور کا دھکا لگے گا۔ اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ اور لگیں گے خرگوش کی طرح ادہر ادہر دوڑنے۔

تبلیغ کی ایک صورت قلمی تبلیغ ہے۔ اس وقت ہندوستان کے بعض اخبارات تبلیغ کا دعا کرتے ہیں لیکن کسی کی مالی حالت خراب ہے۔ بعض کی نیتیں خراب ہیں۔ کسی کی مالی حالت زیادہ اچھی ہونے کی وجہ سے للہیت جاتی رہی ہے اور وہ محض اپنی ذاتی تبلیغ میں لگے ہوئے ہیں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ شیخ محمد یوسف صاحب نے اسلامی اشاعت اور تبلیغ میں خاص و نمایاں حصہ لیا ہے۔ ان کی سب کتابیں موجودہ زمانہ کی زبردست آرٹلری

ہیں۔ جس سے ہر اسلامی تبلیغی لشکر کو مسلح ہونا چاہیئے میں نے ان میں سے بعض کتابوں کو بالاستیعاب پڑھ کے ایک طویل تنقید درویش میں شایع کرائی تھی ناممکن ہے کہ مسلمان ان کتابوں کو پڑھیں۔ اور اپنے حریف سے دو دو ہاتھ کرنے کے قابل نہ ہو جائیں۔ ضرورت ہے۔ کہ اخبار نور کو اس پیمانہ پر چلایا جائے۔ کہ ہر پندرہ روز بعد نہیں بلکہ ہر ہفتہ ہمارے لئے مذہبی معلومات کے شاہانہ خوان لایا کرے۔ اس وقت اس کی حالت مجھے بظاہر اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ اول تو اس قدر زار و نحیف ہے کہ اس میں کما حقہ مضمون شایع نہیں ہو سکتے۔ دوسرے ہر وقت اس کی بقا کا خطرہ لگا رہتا ہے۔ اگر مسلمان ایسے اچھے اخبار کو مالی مدد دیں۔ اور خریدار مہیا کریں۔ اور اس کی اشاعت اس قدر کر دیں کہ یہ اخبار ہفتہ وار ہو جائے۔ اور اس کے صفحے بڑہا دیئے جائیں۔ تو حقیقی تبلیغ اس سے بخوبی انجام پا سکے گی۔ ورنہ یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہوگی۔ کہ ایسا مفید اخبار ان کی بے پروائی کا مرثیہ پڑھتے ہوئے صفحہ ہستی سے ناپید ہو جائے۔ اور حریفوں کو سکون و اطمینان کے لمبے لمبے سانس لینے کا موقع ملے مسلمانو! اٹھو! وہ خراب وقت نہ آنے دو۔ تبلیغ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ آپ اسی طرح اس کی مدد کریں کہ اس کی اشاعت بڑھائیں۔ اللہ تعالٰے آپ کو جزائے خیر دیگا!

کیا آپ کا گھر ان کتابوں سے خالی ہے؟

ان بچے کی نگہداشت بچوں کی بیوقت موت پر ماں باپوں کو سر پکڑ کے رونے کی بجائے اس غم کا علاج کرنا چاہیئے۔ زچاؤں کی صحت سے بے پروائی اور بچوں کی پرورش سے غفلت برتنے نے خانہ داروں کی زندگی اجیرن کر رکھی ہے۔ لیکن یہ رسالہ آپکا سچا رہبر ثابت ہوگا بہت مقبول ہوا ہے۔ سال بھر میں دوسرا ایڈیشن قریب الختم ہے قیمت ۲ر محصول علاوہ۔ انگشتوں کے ہمیشہ ساتھی

رفیق تعلیمدار بلکہ ہر شخص کا بہترین رہبر ہے۔ ہر گھر میں گویا موتی پھیلتے ہیں سبزی کی کیاریاں بچے بنا لیتے ہیں۔ روپیہ پیسہ جوڑنے کا ہر شخص کو شوق ہوتا ہے۔ بیماریوں سے بچنا ہر ایک کیلئے ضروری ہے۔ معلومات کے خزانے دیکھکر ہر انسان خوش ہوتا ہے۔ بس یہ کتاب ان

جہ سب باتوں کا بے مثل گنجینہ ہے۔ بہت پسند کیجا رہی ہے۔ قیمت صرف ۸ر علاوہ محصولڈاک یہ دونوں کتابیں مولوی محمد ظفر صاحب ایم۔ اے کی تصنیف ہیں۔ پتہ۔ مولوی محمد قمر مہتمم سلسلہ سرمایہ اطفال گڑگانوہ

شذرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راولپنڈی کا قیامت خیز حادثہ

۱۴ و ۱۵ جون کی رات

کو راولپنڈی میں جو ادوھم مچا وہ اب علم النشر ہو چکا ہے. اسوقت جبکہ ایک طرف مسلمانوں کے لئے راولپنڈی کی زمین تنگ ہو رہی تھی ہندو اور سکھوں کے نشانوں کا شکار بن رہے تھے. دوسری طرف مسلمان ہندوؤں کی جان و مال کی حفاظت کر رہے تھے. چنانچہ سردار مہر سنگھ ڈپٹی اسسٹنٹ کنٹرولر ملٹری اکاؤنٹس اپنے ایک مکتوب مورخہ ۱۵ جون میں جو راولپنڈی کے ڈپٹی کمشنر کے نام ہے لکھتے ہیں:۔

جنابمن! کل رات لفنگوں کی ایک جماعت نے گھروں کو آگ لگانے اور ہر طرح کا نقصان پہنچانے کی متعدد کوششیں کیں. لیکن خانصاحب سید علی حیدر شاہ آنریری مجسٹریٹ اور راجہ عبدالرحمن خان وکیل کی ہمت و جرات نے جس کی طرف آپ کو خاص طور سے توجہ دلائی جاتی ہے. ان کوششوں کو کامیاب نہ ہونے دیا. اگر یہ حضرات بر وقت امداد نہ کرتے تو محلہ چوکی شاہ نذر کے متعدد مکانات اور دکانیں اس وقت جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئی ہوتیں اور نقصان جان بھی ہوتا. یہ دونوں حضرات رات بھر محلہ کی حفاظت کرتے رہے. اور ایک منٹ کے لئے بھی غافل نہ ہوئے. اس محلہ کے باشندوں پر جو احسان انہوں نے کیا ہے. صد ہزار سزاوار اعتراف ہے.

اسی قسم کی دوسری شہادت

مشن ہائی اسکول کے مدرس سردار بھگوان سنگھ ایڈیٹر صاحب زمیندار کو لکھتے ہیں:۔

جناب ایڈیٹر صاحب زمیندار تسلیم. ۱۴ و ۱۵ جون کی درمیانی رات کو جو حادثہ راولپنڈی میں پیش آیا. وہ مجھے کبھی نہ بھولے گا. محلہ ٹاہلیاں شاہاں مسلمانوں کا محلہ ہے. ہمارے محلہ میں سکھوں کا صرف ایک ہی گھر ہے. اور وہ میرا گھر ہے. ہم اس محلہ میں دس سال سے رہتے ہیں. جس وقت یہ ہنگامہ شروع ہوا. ہم پر سخت مشکل آن پڑی. جس کو میں بیان نہیں کر سکتا. ہر طرف سے رونے اور چلانے کی آوازیں آ رہی تھیں. بلوائی ہمارا اکیلا گھر دیکھ کر ہمیں تکلیف دینے کی غرض سے آئے. مگر ہمارے بال بچے اور عورتیں گورو مہاراج اور مندرجہ ذیل مسلمان اصحاب کی بدولت رات بھر امن میں رہے. اور ہمیں کسی قسم کا نقصان جان و مال کا نہیں ہوا. شہر کے بعض دیگر محلوں میں بھی بعض شریف مسلمانوں نے ایسے ہی نیک برتاؤ کئے ہیں.

(۱) بابو معراج دین صاحب لاہوری کلارک ملٹری ورکس
(۲) بابو عبدالعزیز صاحب دکاندار محلہ ٹاہلیاں شاہاں
(۳) سید شاہنواز گدی نشین وغیرہ وغیرہ.

اسی طرح محلہ قطب الدین میں چوہدری محمد جی میونسپل کمشنر و بابو فقیر محمد صاحب نے اپنی شرافت کا ثبوت دیا.

کیا ہندوؤں وغیرہ کی طرف سے بھی کوئی ایسی مثال پیش کی جا سکتی ہے. ہر گز نہیں. اب اسی سے ہی دونوں اقوام کی شرافت کا پتہ لگ سکتا ہے.

مسلمانوں سے سیکھو

اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ جناب مولانا محمد ظفر صاحب ایم. اے کا ایک مضمون بہ عنوان "آریہ سماج اسلام کا کاسہ لیس ہے" آپ ملاحظہ فرمائیں گے اب اخبار آریہ ویر راولپنڈی نے اس کا دو ٹوک فیصلہ کر دیا ہے. کہ آریہ سماج درحقیقت اسلام کا ہی کاسہ لیس ہے چنانچہ یہ اخبار اپنے ۲۳ جون کے اشو میں لکھتا ہے کہ:۔

ہر ایک ہندو کو اپنے دلوں کو ٹٹول کو یہ دیکھنا چاہیئے. کہ اس میں کیا کمزوریاں ہیں. جن کا دور کرنا ضروری ہے. پہلی بات جو مسلمانوں میں نہیں اور ہندوؤں میں کمزوری کا باعث ہے. یہ ہے کہ مسلمانوں میں چھوت چھات نہیں ہے. اس کے کارن وہ باہمی سنگھٹ رہتے ہیں. ہندوؤں کو یہ بات ان سے سیکھنی چاہیئے. اور اچھوت سمجھی جانے والی جاتیوں کو اپنا بنانا چاہیئے. ایسا کرنے سے ہندوؤں کی بکھری ہوئی شکتیاں اکٹھی ہوں گی. اور ہندو جاتی کا بل بڑھے گا.

مسلمانوں سے سبق لو

یہی اخبار آگے چل کر لکھتا ہے کہ:۔

دوسری بات. ہر ایک ہندو کو یہ دھیان میں رکھنی چاہیئے. کہ مسلمانوں کی طرح ان کا دھرم کے پرتی کیا کرتویہ ہے. ہر ایک مسلمان خواہ کتنا ہی بڑا ہو یا چھوٹا خواہ کیسا ہی کام کرتا ہو. اپنے آپ کو اسلام کا پرچارک سمجھتا ہے. اور وہ یہ وشواس رکھتا ہے کہ اگر اس نے ایک ہندو کو بھی مسلمان بنا لیا. تو اس کے لئے بہشت اور جنت کے دروازے کھل جائیں گے معلوم ہوا ہے. کہ اس سال اب تک دہلی کی صرف ایک ہی جامع مسجد ہی میں ۳۰۹۲ ہندو مسلمان بنائے جا چکے ہیں. یہ ایک مسجد کا حال ہے. ہر ایک شہر میں سینکڑوں مسجدیں ہیں. اور سبھی میں تبلیغ کا کام زوروں سے ہو رہا ہے.

کیا ہندو دھرم کوئی ایسی مثال پیش کر سکتا ہے

ان مذکورۃ الصدر نوٹوں میں آریہ ویر کے آریہ ایڈیٹر نے ہندوؤں کو اچھوت کے اڑانے اور تبلیغ کے لئے بہت زور دیا ہے مگر اب سوال یہ ہے. کہ ہندو دھرم اپنے پراچین (قدیمی) کتب یا اپنے بزرگان اسلاف کے نمونوں سے یہ بات پیش کر سکتا ہے کہ وہ اچھوت کے اڑانے اور تبلیغ کے حق میں ہیں. ہر گز ہر گز نہیں بلکہ ہندوؤں کے گرنتھ صریح الفاظ میں اس کے مخالف اور ان کے بزرگان ملت کا طرز عمل قطعی اس کے خلاف رہا ہے اور یہ صرف اسلام کی خوشہ چینی یا کاسہ لیسی ہے مگر دنیا میں ایسے احسان فراموش شاگرد بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شاید ہی ملیں کہ وہ جس گورو سے سکشا (تعلیم) حاصل کریں۔ اسی کے درپے آزار اور جس برکش (درخت) کے سایہ تلے بیٹھیں۔ اسی کی جڑوں پر تبر چلائیں۔ ہذا لشیاً عجیب۔

مسلمانوں غور کرو

سادہو سوانی ہندوؤں میں بہت وِدوان مانے جاتے ہیں۔ غالباً آپ کسی کالج کے پرنسپل بھی رہ چکے ہیں۔ آپ کو اچھوت اقوام میں تبلیغ کا بہت شوق ہے۔ چنانچہ حال ہی میں آپ نے سکھر میں اچھوت ادہار کانفرنس میں بھنگیوں کو مخاطب کر کے یوں کہا کہ:۔

"یہ میرے لئے عین راحت کا موجب ہے کہ میں آج آپ بھائیوں کے درمیان بیٹھا ہوں۔ میں اپنے تئیں اس یوگیہ نہیں سمجھتا تھا۔ کہ یہ پریم بھری پشپ مالائیں پہنوں۔ جو آج میرے بھائی مجھے پہنا رہے ہیں"۔

تبلیغ جسے آریہ لوگ شدھی کے نام سے پکارتے ہیں۔ ہندو کتب اور ان کے بزرگان اسلاف میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ اور انہیں یہ ہمیشہ حقارت کی نظر سے دیکھتے آئے ہیں۔ مگر مسلمانوں کی دیکھا دیکھی یا مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے انہوں نے اشدھی کا سوانگ رچا ہے۔ مگر کس قدر افسوس ہے کہ مسلمان اوروں کو جگا کر خود سو گئے۔ کیا مسلمانوں میں سوامی شردہانند اور سادہو سوانی کی پوزیشن کا کوئی ایسا آدمی ہے جس نے اچھوت اقوام میں تبلیغ کے لئے اپنے آپ کو اس طرح وقف کر دیا ہو۔ اگر مسلمانوں میں دو چار آدمی بھی ایسی لگن کے پیدا ہو جائیں تو ربع صدی میں ہی بحیثیت مجموعی ۷ کروڑ اچھوت اقوام کی کایا پلٹ ہو سکتی ہے۔

دو والیان ریاست اور تحریک شدھی

پرکاش لکھتا ہے کہ شاہپور کے راجکمار امید سنگھ جی مہاراج اور امیٹھی کے راجکمار رن جے سنگھ کے نام نامی سے کون دھرم پریمی اور دیش رشٹی ہے جو نا واقف ہو۔ راجکمار امید سنگھ جی اپنے پوجیہ پتا راجہ ادھیراج شری ناہر سنگھ جی کے چرن چنہوں (نقش قدم) پر چلتے ہوئے۔ آریہ سماج کی سیوا مدت سے کر رہے ہیں۔ اس سال آپ آریہ پرتی ندھی سبھا راجپوتانہ کے پردہان (صدر) نرواچن کئے گئے ہیں۔ آپ اس پد کے کاریہ کے سروتھا یوگیہ (ہر طرح قابل) ہیں۔ کیونکہ راجستھان میں بھرمن کر کے (پھر کر) آریہ سماج کے کاریہ کو وسعت دینے میں آپ ہمیشہ اگرسر رہے ہیں۔

راجکمار رن جے سنگھ نے تو ایک طرح اپنا جیون دھرم دیش اور جاتی کے ارپن (قربان) کر رکھا ہے آج کل کی کڑی دھوپ کے دنوں میں بھی راجکمار ہے جس نے ضلع سلطانپور کے گاؤں گاؤں میں پھر کر جاتی ادہار اور دھرم پرچار (تبلیغ مذہب) کا کام کیا ہے۔ حال ہی میں آپ نے آریہ کمار سمیلن گورکھپور کے سبھاپتی کا آسن گرہن کر کے ویدک دھرم کے پرتی ندھی اپنی اگادھ شردھا کا ثبوت دیا ہے۔ کاش ان دونوں راجکماروں کی مثال سے فائدہ اٹھا کر دوسرے راجکمار بھی اپنے کرتویہ کا انو بھو کریں۔ اور سمجھیں کہ ان کا کام محض عیش و عشرت میں اپنی زندگی کے دن گذارنا نہیں۔ بلکہ اپنی شکتی کو دھرم جاتی اور دیش کے ادہار کے لئے لگانا ان کا کرتویہ ہے۔

مسلمانوں کس خواب میں مست ہو

میں نے یہ پرکاش کا نوٹ اس لئے سالم کا سالم دیدیا ہے تاکہ مسلمان اس کو آنکھیں کھول کر پڑھیں کہ وہ کس خواب میں مست ہے۔ اور ان کی ہمسایہ قوم کس تیز قدمی سے منزل طے کر رہی ہے۔ کیا مسلمان بھی کوئی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں۔ جو مذکورۃ الصدر راجکماروں کی پوزیشن اس طرح آج کل چلچلاتی دھوپ میں در بدر پھر کر اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہوں۔ مسلمان امراء جہاں آج کل گرم موسم میں پہاڑوں کی سرد ہواؤں کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ وہاں ہندو امراء ایسی سخت گرمی میں اور پھر یوپی کے علاقہ میں جہاں کی لو سے انسان کی جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ گاؤں گاؤں پھر کر اپنے مذہب کی اشاعت کر رہے ہیں:۔ ع

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اگر اب بھی مسلمان یہ شکایت کریں کہ ہندو میدان ترقی کی منازل جلدی جلدی طے کر رہے ہیں تو یہ ان کی غلطی ہوگی۔ دنیا جدوجہد کی ہے۔ اللہ کو کام پیارا ہے نام نہیں۔ اگر مسلمان اسی طرح بدستور سستی اور آرام طلبی کے بندے بنے رہیں گے تو مجھے خطرہ ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے لئے حیات کا دروازہ کہیں تنگ نہ ہو جائے۔

مارے شرم کے کسکی گردن جھکتی ہے

پرکاش اپنے ۱۶ جون کے اشو میں لکھتا ہے کہ:۔

"یہی حالت اسلام کی ہے۔ کثرت ازدواج کے عقیدہ کی بنیاد کو ویدک دھرم کا پرچار جڑھ سے ہلا چکا ہے۔ اس وقت ان مولویوں کی جن کے کانوں تک یہ ویدک سچائی ایک بار پہنچ چکی ہے۔ اس مسئلہ کا ذکر آنے پر گردن مارے شرم کے جھک جاتی ہے"۔

بارہا آریہ سماج کو اس کا جواب دیا جا چکا ہے کہ بڑے بڑے رشی اور منی ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔ بجائے اس کے کہ پرکاش کا اڈیٹر واقعات کی بنا پر اسکی تردید کرے کہ یہ ہمارے رشیوں اور منیوں پر بہتان ہے۔ مگر برخلاف اس کے یہ بھلا مانس مرغ کی ایک ہی ٹانگ کہے جا رہا ہے۔ اس استقلال کے کیا کہنے۔

اچھا اگر تعدد ازدواج کے نام کو سنکر مسلمانوں کی گردنیں مارے شرم کے جھک جاتی ہیں تو خدارا انصاف سے کہنا کہ آریہ صاحبان کی گردنیں تو نیوگ کا نام سنکر خوب اکڑتی ہوں گی۔

واہ واہ اس اکڑ کے کیا کہنے یہ اکڑ آریہ سماج کو مبارک رہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپے میں رجی بجی آپے میرے بچے جیون

یہ پنجابی کی مشہور ضرب المثل وہاں بولی جاتی ہے جہاں کوئی تو کسی کی تعریف نہ کرے مگر وہ اپنے منہ خود ہی میاں مٹھو بنتا پھرے سو یہی مثال اڈیٹر پرکاش پر ٹھیک بیٹھی ہے آپ ۱۶ جون کے اشو میں لکھتے ہیں کہ:۔

یہ ٹھیک ہے کہ مسلمانوں میں جو اپنے آبائی دھرم میں واپس آنے کا خیال پیدا ہو رہا ہے۔ وہ صرف اسلام کی اہم تبدیلیوں کی وجہ سے ہی نہیں بلکہ اس میں ویدک سدھانتوں کے پرچار کا بھی بہت سا حصہ ہے"

کوئی اس بھلے مانس سے پوچھے کہ اسلام کی کی نسبت آریہ سماج میں کونسی خوبیاں ہیں جس کے لئے کسی مسلمان کے دل میں خواب میں بھی اسلام کے مقابلہ میں آریہ سماج کی طرف خیال ہو سکتا ہے۔ بھلا کون شخص ہے۔ جو نکاح بیوگان کی نسبت نیوگ جیسے اخلاق سوز مسئلہ کو ترجیح دے سکتا ہے۔ بھلا کون شخص اللہ اکبر کی دلربا آواز کو ترک کرکے گھڑیال کی ٹن ٹن کے پیچھے دوڑ سکتا ہے۔ کون ہے۔ جو اسلام کی خالص توحید کو چھوڑ کر آریہ سماج کی تثلیث نما توحید کو پسند کر سکتا ہے۔ پھر بھی ہمیں آریہ سماج کے استقلال کی داد دینی چاہیئے۔ کہ باوجود اس قدر خام عقیدہ ہونے کے پھر بھی وہ ہر وقت ناواقفوں کی آنکھوں میں دھول ڈال کر اپنے مذہب کی نسبت ہمچو من دیگرے نیست کی آواز بلند کرتا ہے

ہندو بھی سوامی دیانند سے نالاں ہیں

سوامی دیانند کی نسبت جناب گاندھی جی نے پچھلے سالوں جس بے لاگ رائے کا اظہار کیا تھا۔ اور جس پر آریہ سماجی بھنّا اٹھے ہوئے تھے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں سچ پوچھو تو اس وقت جو کچھ ہندو مسلم میں اتحاد شکن کشیدگی و تنفر موجزن ہے یہ سب کچھ ستیارتھ پرکاش کی ہی برکت ہے جسمیں مذہبوں کو چھوڑا گیا نہ بیگانوں کو جناب باوا انند رام صاحب گیانی سنت بچن کے عنوان سے ۵ جون کے زمیندار میں لکھتے ہیں کہ:۔

مہاراج سوامی دیانند جی نے تو شاستروں کا کھنڈن کرکے نام پیدا کیا اور اپنا علیحدہ فرقہ قایم کرکے برہمو سماج کے مقابل آریہ سماج بنایا۔ یہ سچ ہے کہ بغیر اختلاف کئے اور کھنڈن ڈالے ناموری اور شہرت نہیں ہوتی اور فرقہ بندی جو چھوٹی سی بادشاہت کا نمونہ ہے حاصل نہیں ہوتی۔ مگر ان کو ملکی قوت اور قومی یکجائی کی طاقت ناش کرتے کچھ خیال نہ آتا جو جو جھگڑے اور فساد برہمو سماجیوں اور آریہ سماجیوں میں ہوتے رہے۔ اس سے ہر شخص باخبر ہے۔ اگرچہ غیر مذہب کے آدمی کے سامنے ہم ایک ہی قسم کے ہندو دھرم میں ہیں۔ مگر جب ہندو دھرم کے پراچین اصول سے اپنے کو مطابق نہ پائیں تو بانوز ہیں سے تیل نکالنا ہے"۔

کیا ہندوؤں کے گھر کے بھیدی کی یہ رائے کسی مزید تشریح کی محتاج ہے۔ آریہ سماج کی حالت پر یہ مصرع خوب چسپاں ہوتا ہے۔ ع

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

سکھ مذہب کا چشمہ اسلام ہی ہے

زمیندار اپنے ۲۶ جون کے اشو میں لکھتا ہے کہ:۔

سکھ مذہب کے عقاید اور ان کے نظام قومی کی حقیقی روح کا بنظر امعان مطالعہ کیا جائے۔ تو اس کے چہرہ پر اسلامی عقاید اور اسلامی خصائص کی جھلک نمایاں طور پر نظر آئے گی۔ اور صاف معلوم ہو جائیگا کہ سکھ مذہب کے مبلغین نے اسلامی توحید اور راست بازی کے خیالات کے ساتھ ساتھ اپنی قوم میں زندگی کی وہ روح پیدا کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ جس کا اولین پیغام لے کر اسلام اس دنیا میں آیا تھا"۔

یہ امر اب کسی توضیح کا محتاج نہیں رہا بلکہ روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہو چکا ہے۔ کہ سکھ مذہب کے گورو اعظم حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ہندو مذہب سے بہت دور اور اسلام سے قریب تر بلکہ راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں

ہوئے مسلم دین نہانے
مرن جیون کا بھرم چکانے

یعنی آپ اس قول میں بنی نوع انسان کو اسلام کی پر زور الفاظ میں دعوت دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اسلام میں آکر ہی تمہیں حقیقی نجات میسر آسکے گی۔ دوسری طرف آپ ہندوؤں کے متعلق فرماتے ہیں ؎

ہندو مولے بھولے اکھٹی جائیں
نارو کھیا سے پوج کرائیں ۔۔۔
اندھے گونگے اندھ اندھار ۔۔۔
پاتھر لے پوجے مگدھ گوار ۔
او وجے آپ ڈبے تم کہاں تارن ہار

ان شلوکوں میں ہندو اور ہندو مذہب پر سخت ترین الفاظ میں حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے تبصرہ کیا ہے۔ وہ صاف ظاہر ہے۔

بہر حال یہ ہر دو اقوال اس امر کی بہترین شہادت ہیں۔ کہ حضرت باوا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں سے کس کے مذہب اور عقائد کو پسند کرتے تھے۔ اور اگر شروع سے ہی مسلمان یہ سمجھتے کہ سکھ در حقیقت ہمارے بچھڑے ہوئے بھائی ہیں۔ اور تبلیغی نقطہ خیال سے یہ اسلام سے قریب تر ہیں۔ تو آج یہ دلاور قوم اسلام سے اس قدر فاصلہ پر نہ ہوتی۔ اب بھی اگر مسلمان پورے زور و جوش کے ساتھ اس قوم میں تبلیغ حق ادا کر سکیں تو بہت کچھ اصلاح اور کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔

سکھوں نے اپنے وقار کو کھو دیا

آج سے چند سال قبل عام لوگوں کا یہ خیال تھا کہ سکھ قوم کے ہاتھ میں کرپان بچے کے ہاتھ میں استرے کی مثال نہ ہوگی بلکہ یہ اپنے اس مذہبی ہتھیار کی پاکیزگی میں فرق نہ آنے دیں گے۔ مگر راولپنڈی اور امرتسر کے واقعات نے سکھوں کے اس بھرم سے پردہ اٹھا دیا کہ یہ قوم اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں رکھ سکتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راولپنڈی میں انہوں نے کرپانوں سے مسلمانوں کو اور امرتسر میں خود اپنے بھائی ہندسکھوں کو ذبح و مجروح کر کے بتلا دیا کہ سکھوں کے ہاتھ میں یہ خطرناک ہتھیار دیا گیا ہے۔ جس کی موجودگی میں نہ صرف ہندو مسلمان ہی بلکہ خود سکھ بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ دریں حالات گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ کرپان کے متعلق سکھوں پر ایسی پابندیاں عاید کرے۔ جس سے ہندوستان کے دیگر باشندوں کی جانیں محفوظ رہ سکیں۔

سکھوں نے اپنی مذہبی روایات کو پرے پھینکدیا

شری گوبند سنگھ صاحب فرماتے ہیں:۔

دیورا سیت سوئی پوجا دنماز ہوئی ۔ دہرانہ بھید کوئی بھول بھرم بھو

یعنی دہرم سالہ اور ٹھاکر دوارہ اور مسجد میں اسی ایک خدا کی حمد و ثنا کے زمرمے الاپے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی فرق نہیں ؎

سپنے ہوؤں بڑرا ئیکے جو لیوے ہر نام
تا کے پگ کی پاہنی میرے تن کو چام۔

یعنی جو خواب میں بھی بڑا کر بھی اللہ کا نام لے میں اس پر سو جان سے قربان اور اگر میرے چمڑے سے اس شخص کی جوتیاں بنائی جائیں تو میں کہونگا کہ زہے قسمت۔

جبکہ سکھ مذہب کے نقطہ خیال سے مسجد اور دہرم سالہ یکساں طور پر پربھو کا نام لینے کو وجہ قابل احترام ہیں تو کیا سردار بہادر ملک موہن سنگھ صدر میونسپل کمیٹی راولپنڈی کے لئے یہ زیبا تھا کہ وہ مسجد کے قریب سینما بنا کر خدا کے بھگتوں کی بھگتی میں اسی طرح بگھن ڈالتے جبکہ دہرم سالہ کے نزدیک وہ خواب میں بھی اس طرز عمل کو پسند نہیں کر سکتے تھے۔ ان حالات کی موجودگی میں یہ کہنا درست ہوگا۔ کہ سکھوں نے اپنی مذہبی روایات کو پرے پھینکدیا۔ کاش اب بھی سکھوں کے رہبر اپنی طرز عمل پر غور کریں۔ اس سے مسلمانوں کا تو کچھ نہیں بگڑے گا مگر سکھوں کے وقار اور ان کے مذہبی شان کو ایک ۴

ضروری اطلاع

یکم جون کو جن دوستوں کے نام وی پی کئے گئے تھے اور انہوں نے دس روز تک بمد امانت رکھکر واپس کر دیئے۔ میں حسن ظنی سے کام لیتا ہوں۔ کہ ان کی نیت وی پی وصول کرنے کی ضرور تھی۔ مگر ایک یا دوسری معذوری کی وجہ سے وی پی واپس ہوا۔ ایسے سب دوستوں کے نام یکم اگست کو وی پی ہوں گے۔ اگر کسی دوست کو وی پی وصول کرنے میں کوئی عذر ہو تو وہ براہ کرم ۲۵ جولائی تک دفتر نور میں اطلاع دیدیں۔ جو دوست اپنے دو پیسہ کی بچت کی خاطر دفتر کا ۵ر کا نقصان کرتے ہیں۔ یقیناً سمجھے کہ آریوں اور سکھوں کی عداوت نور کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ مگر ایسے حضرات کا یہ سلوک نور کو موت کے گھاٹ اتارنے کے لئے کافی ہے۔ لہذا جو دوست ۲۵ جولائی سے قبل اطلاع نہ دیں گے تو پھر یکم اگست کو ان کے نام وی پی ہوں گے۔ جن کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا۔ ان دوستوں کے اسماء مع نمبر خریداری درج ذیل ہیں۔ "مینیجر"

- ۷۹۹ ڈاکٹر محمد شاہنواز خانصاحب — ہے ہم/
- ۶۵۰ جناب عبد اللہ صاحب — ہے ہم/
- ۷۹۰ صوفی جان محمد صاحب — ہے ہم/
- ۱۷۶ شیخ علی گوہر صاحب — ہے ہم/
- ۵۰۴ شیخ محمد صدیق صاحب — ہے ہم/
- ۷۸۸ ماسٹر خلیل الرحمن صاحب — ہے ہم/
- منشی حبیب الرحمن صاحب حاجی پورہ — ہے ۱۰/
- ۱۸۵ مولوی فخر الدین صاحب — ہے ہم/
- ۶۳۹ چودہری انور خانصاحب — ہے ہم/
- ۷۴۴ بابو خواص خانصاحب — ہے ہم/
- ۶۸۵ شیخ مولا بخش صاحب — ہے ہم/
- ۱۳۲ بابو شاہ عالم صاحب — ہے ۸/
- ۶۶۰ چودہری فقیر محمد صاحب — ہے ہم/
- ۶۶۶ شیخ محمد شفیع صاحب — ہے ہم/
- ۷۸۳ منشی اللہ بخش صاحب — ہے ہم/
- ۶۴۶ مستری کریم بخش صاحب — ہے ہم/
- ۵۶۳ بابو سلطان احمد صاحب — ہے ہم/
- ۶۳۸ میاں محمد شفیع صاحب اور سیرحہ — ہم/
- ۶۴۲ ڈاکٹر خواج احمد صاحب — ہے ہم/
- ۱۴۴ مولوی عبد الواحد صاحب — ہے ہم/
- ۶۵۳ جناب محمد بخش و محمد کحل — ہے ہم/
- ۲۶۳ مولوی غلام نبی صاحب — ہے ہم/
- ۷۴۹ مولوی محمد عثمان خانصاحب — ہے ہم/
- ۷۸۹ چودہری نور محمد صاحب — ہے ہم/
- ۶۵۹ جناب انعام اللہ خاں — ہے ہم/
- ۷۶۹ منشی غوث محمد صاحب — ہے ہم/
- ۷۳ جناب خانبہادر محمد قلی خان صاحب — ہے ہم/
- ۲۱۵ جناب سید بشارت احمد صاحب — ہے ہم/
- ۶۷۳ جناب گلاب الدین صاحب — ہے ہم/
- چودہری ظہور حسین صاحب — ہے ہم/
- ۱۴۸ منشی روشن الدین صاحب — ہے ہم/
- ۱۶۷ اے۔ کے احمدی — عہ
- ۲۷۳ منشی عبد العزیز صاحب — ہے ہم/
- ۲۷۶ جناب فضل الدین صاحب — ہے ہم/
- ۲۶۶ سید اقبال حسین صاحب — ہے ہم/
- ۱۶۲ شیخ اصغر علی صاحب — ہے ہم/
- ۶۸۴ قاضی عبد القادر صاحب — ہے ہم/
- ۵۵۴۱ حاجی محمد صدیق صاحب — ہے ہم/
- ۱۴۱ میاں معراج الدین صاحب — ہے ہم/
- ۹۳ جناب عبد اللہ گڈو صاحب — ہے ہم/
- ۱۴۱ جناب عبد الغفار خانصاحب — ہے ہم/
- ۸۴ ڈاکٹر محمد ظہور علی صاحب — ہے ہم/
- ۱۶ جناب محمد موسیٰ رضا صاحب — ہے ہم/
- ۱۸۹ کے ایس ڈاکٹر عبد العزیز صاحب — ہے ہم/
- ۷۴۹ جناب فتح محمد صاحب جمعدار — ہے ہم/
- جناب صاحب۔ علی صاحب۔ نکودی ۔۔۔۔ — ہے ۱۲/

ایک غلطی کی اصلاح

۱۷۔ جون کے نور کے صفحہ ۵ پر حضرت کے اس ارشاد کے بعد کہ

"دشمن بھی نور کی تعریف کرتے ہیں پھر کس قدر افسوس ہوگا۔ اگر ہم قدر نہ کریں"

اس کے نیچے کاتب نے ۲۷ دسمبر ۱۹۲۴ء کی بجائے ۲۷۔ دسمبر ۱۹۲۶ء لکھدیا۔

اور اسی طرح اس ارشاد کے بعد کہ:۔

"نور کے مضامین تبلیغ کے لئے بہت مفید ہوتے ہیں۔ نور نے سکھوں میں بہت کام کیا نور کے ذریعہ سکھوں میں تبلیغ کا دروازہ کھل گیا۔ اس اخبار کے مطالعہ سے کئی سکھوں کے خطوط آئے جو اسلام کے بہت قریب ہیں نور کے مضامین پڑھ کر ایک سکھ ایسا متاثر ہوا کہ اس نے مجھے نذر بھیجی۔ مگر نور کی اشاعت بہت کم ہے۔ اسطرف توجہ خاص ہونی چاہئیے"

کاتب نے اس کے نیچے ۲۶۔ دسمبر ۱۹۲۰ء کی بجائے ۲ دسمبر ۱۹۲۶ء لکھدیا ناظرین درست کر لیں۔ مسودہ میں صاف الفاظ میں صحت موجود تھی۔ مگر موجودہ ۱۹۲۶ء ہے کاتب نے یہی سمجھ لیا کہ دنیا ہمیشہ ۲۶ ہی پر رہتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکھ دہرم میں نماز

وہ صدق و محبت وہ مہر و وفا
جو نانک جی سے رکھتے تھے تم پر ملا ....
دکھاؤ ذرا آج اس کا اثر ۔
اگر صدق ہے جلد دوڑ وادھر

فطرت انسانی میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ ایسی چیزوں کے حاصل کرنے کی کوشش میں لگی رہتی ہے جو اس کے لئے سودمند ہوں ۔ اسی انسانی فطرت کو ملحوظ رکھکر اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کی غرض قرآن مجید میں یہ بیان فرمائی ہے کہ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

یعنی ہم نے جن وانس کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری عبادت کریں ۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ عبادت میں وہ کونسی نفع رساں چیز ہے ۔ جس کے لئے انسان کوشش کرے ۔ سوائن کے جواب کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمادیا کہ :-

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ۔ یعنی عبادت کرنے سے تم کو یہ فائدہ ہوگا ۔ کہ تم متقی ہو جاؤ گے اور سکھ پاؤ گے ۔

جب یہ معلوم ہوگیا کہ عبادت انسان کے لئے ضروری اور حتمی ہے تو یہ دیکھنا باقی رہ گیا کہ عبادت کے لئے وہ کونسا طریقہ اختیار کیا جاوے جو کہ زیادہ آسان اور فائدہ مند ہو سو اس کے لئے یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام نے جو عبادت کا طریقہ اختیار کیا ہے ۔ وہ تمام مذاہب کے طریقوں سے بہتر و افضل ہے اور تمام لوگوں کے مناسب حال ہے ۔

اسلام بعض دوسرے مذاہب کی طرح یہ تعلیم نہیں دیتا کہ تم ساری ساری رات سردیوں کے موسم میں باہر ننگے بیٹھے رہو ۔ اور گرمیوں میں جھلس دینے والی دہوپ میں اپنا دن بسر کرو یا اپنے آپ کو درختوں کے ساتھ الٹا لٹکا کر اور اپنے بازوؤں اور باقی اعضا کو بے حس و حرکت رکھکر سکھا لو ۔ بلکہ اسلام ایک بہت ہی آسان اور معتدل طریقہ بتاتا ہے ۔ اور وہ یہ کہ تم دن میں پانچ وقت اپنے آپکو پاک و صاف کرکے خدا کے حضور حاضر ہوکر بڑے عجز اور انکساری کے ساتھ اس سے اپنی مرادیں مانگو ۔ اور اپنی مشکلات کو بڑے ادب اور سچے دل سے اسکے سامنے پیش کرو ۔

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرہ آفاق ادویات

ایکہزار روپیہ نقد لیجئے

یہ امر تو اظہر من الشمس ہوچکا ہے کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ رجسٹرڈ ضعف بصر ۔ گکروں ۔ خارش چشم ۔ جلن ۔ پھولا ۔ جالا ۔ پانی بہنا ۔ دھند ۔ غبار ۔ گوہانجنی ۔ رتوند ۔ ناخونہ ۔ موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے ۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے ۔

ریلوے انسپکٹر کی شہادت

جناب بابو فقیر اللہ صاحب پی ۔ ڈبلیو انسپکٹر گولڑہ جنکشن لکھتے ہیں ۔ میں نے کئی اشتہاری سرمے استعمال کئے ۔ کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ مگر آپ کے سرمہ کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے ۔ اس کے چندروزہ استعمال سے اب میں بغیر عینک کے لکھہ پڑھ سکتا ہوں ۔ اللہ آپ کو اس کا اجر عظیم دے ۔ فائدہ عام کے لئے آپ میری یہ شہادت ضرور شایع کردیں ۔ اور ایکتولہ سرمہ اور بذریعہ وی پی بھیجدیں " اس شہادت کو جعلی ثابت کرنے والے کو ایکہزار روپیہ نقد ملیگا

اکسیر البدن

(رجسٹرڈ) جس وہ اکی خریداروں کو دیر سے انتظار تھی ۔ آخر وہ تیار ہوگئی ۔ خواہشمند احباب جلد منگوائیں ۔ کیونکہ بوجہ قیمتی اجزا ہونیکے بہت کم مقدار میں تیار کی گئی ہے ۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور اور شہ زور کو ناگہانی بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے یہ دوا اپنی نظیر آپ ہی ہے ۔ دل میں نئی امنگ اعضا میں نئی ترنگ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا بس اس دوا کا ہی کام ہے ۔ گویا ہر قسم کی بدنی اور دماغی کمزوری دور کرنے کے لئے اکسیر اعظم ہے ۔ ایکماہ کی خوراک کی قیمت صہ (پانچروپے)

ایک حکیم کی شہادت

حکیم پیر سراج الحق صاحب نعمانی سرساوی لکھتے ہیں ۔ کہ یہ دوا مجھکو نہایت مفید ثابت ہوئی ۔ اعصابی کمزوری درد کمر جاتا رہا نزلہ کی شکایت دور اور سستی کافور ہوگئی بھوک کھلکر لگی میں طبی خیال سے کہہ سکتا ہوں کہ بیشک یہ دوا ہر مرد و عورت پیر و جوان کیلئے مفید ہے "

اکسیر معدہ

یہ کون نہیں جانتا کہ کمزور معدہ انسانی زندگی کو نکما بنا دیتا ہے گرمی کے دنوں میں تو قریباً ہر ایک معدہ کمزور ہوجاتا ہے جسکا نتیجہ دردشکم ۔ اپھارہ ۔ پاؤ گولہ پیٹ کا گڑگڑانا ۔ بدہضمی ۔ کمی بھوک ۔ ترش ڈکاریں ۔ قے ۔ جی کا متلانا ۔ سینہ پھٹنا ۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا ۔ وغیرہ ہوتا ہے ۔ اکسیر معدہ نہ صرف ان عوارض کو دور کرتی ہے بلکہ ہاضمہ کو تیز اور بھوک کو بڑہاتی ۔ معدہ کو طاقت دیتی ۔ اور رنگ کو نکھارتی ہے قیمت فی شیشی فی دو روپے

موتی دانت

(پوڈر رجسٹرڈ) حکما ، اور ڈاکٹروں کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ گندہ دہن اور میلے دانت ہزاروں بیماریوں کا گھر ہیں ۔ اگر آپ اپنی صحت ضروری سمجھتے ہیں تو آج ہی سے موتی دانت پوڈر کا استعمال شروع کردیں جو دانتوں کی کل بیماریاں دور کرتا ہے قیمت فی شیشی ۸ /

المشتہر

منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور

(باہتمام شیخ عبدالحمید پرنٹر و پبلشر بار دار الشریعت پریس ... شیخ محمد یوسف ... قادیان ... شائع کیا)

اس طریقہ عبادت کو ہم دوسرے الفاظ میں نماز کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ نماز کیا ہے؟ یہ ایک طریقہ عبادت ہے۔ یہ ایک دعا ہے جس کے باعث ہمارے مشکلات اور ہمارے گناہ دور ہوتے ہیں۔ نماز ہم کو تمام لغویات سے اور ناپسندیدہ حرکات سے روکتی ہے یہ ہماری لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے اس کا ادا کرنا ہم پر فرض ہے اور ضروری ہے۔ اس کا تارک گنہگار اور خدا سے دور ہو جاتا ہے۔

نماز صرف مسلمانوں کے لئے ہی فرض نہیں بلکہ سکھ مذہب کے پیروؤں کو بھی ان کے گورو اور پیشوا حضرت باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ نے نماز پڑھنے کی تاکید اکید کی ہے۔ اور تارک نماز کو سخت گنہگار قرار دیا ہے چنانچہ میں بطور نمونہ چند ایک حوالہ جات سکھوں کی مقدس کتب سے نقل کرتا ہوں جس سے صاف طور پر ظاہر ہو جائیگا کہ ان کو نماز پڑھنے کی کتنی تاکید کی گئی ہے ؎

اٹھو سونیوالو کہ وقت آگیا
تمہارا گرو تم کو سمجھا گیا

جنم ساکھی بھائی بالا میں آتا ہے۔

روزہ نماز بندگی اور ریاضت سار
کرکے عمل سدہارتوں راہ طریقت دہار

ترجمہ۔ روزہ نماز بندگی ریاضت اور نیک عمل کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہو کیونکہ یہی راہ راست ہے۔

اسی طرح اسی جنم ساکھی میں دوسری جگہ آتا ہے

پنج نمازاں پنج وقت روزے تریہہ تیہان

ترجمہ۔ پانچ نمازیں ہیں اور ان کے پانچ ہی وقت ہیں۔ اور تیس روزے ہیں۔

اسی جنم ساکھی میں ایک اور جگہ پر لکھا ہے۔

لعنت بر سر تنہاں جو ترک نماز کرین
تھوڑا اہنا کھٹیا ہتھوں سٹ گوین

ترجمہ۔ لعنت ہے ان لوگوں پر جو نماز ادا نہیں کرتے جو کچھ تھوڑا بہت کمایا ہے گنوایا اسکو بھی ہاتھوں ہاتھ ضائع کر رہے ہیں۔

ایک دوسری جگہ پر جنم ساکھی میں آتا ہے۔

نماسو کرم ترپنے روزہ نہ نماز
عملاں باجہہ مومنوں دوزخ دی عذاب

ترجمہ: جو نماز اور روزے کے تارک ہیں ان کو بغیر اعمال صالحہ کے دوزخ میں داخل کیا جائیگا

پھر گرنتھ صاحب میں آتا ہے۔

پنج وقت نماز گذاریں پڑھ کتب قرانا
نانک آکھے گور سدیکھی رہیو پینا کہانا

(ترجمہ) پانچوں وقت نماز پڑھا کرو اور قرآن مجید کی تلاوت کیا کرو اگر تم ایسا نہیں کروگے تو قبر تمکو عذاب کے لئے بلا رہی ہے۔ جہاں پر کھانا پینا کچھ کام نہ دیگا۔

مندرجہ بالا حوالجات سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حضرت باوا نانک رحمتہ اللہ علیہ نے نماز کے پڑھنے کی سخت تاکید کی ہے۔ پس اب ہمارے سکھ بھائیوں کے واسطے ضروری ہے کہ وہ پانچ وقت روزانہ نماز ادا کریں۔ تاکہ حقیقی معنوں میں گورو کے سچے چیلے کہلا سکیں۔

ظہور احمد از قادیان

انا للہ وانا الیہ راجعون

یہ خبر کمال اندوہ والم سے سنی جائیگی کہ جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب یکم جولائی کو انتقال فرما گئے مرحوم ایک نیک خصلت بزرگ تھے۔ اوائل زمانہ میں ہی انہیں خداوند تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شناخت کی توفیق دی۔ آپ اسم بامسمی تھے۔ نام رشید الدین اور اللہ نے رشد کا مادہ بھی کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ ہر نیکی کے قبول کرنے میں ہمیشہ پیش از پیش رہتے تھے خاکسار ایڈیٹر نور کے ساتھ انہیں بہت محبت تھی۔ جن دنوں آج سے دس سال قبل مجھے آنکھوں کا سخت تکلیف وہ عارضہ لاحق تھا۔ آپ نہایت توجہ اور محبت سے میرا علاج فرماتے۔ آپ سب کے ہمدرد اور سب سے بے تکلف تھے اللہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے احباب مرحوم کے لئے دعا مغفرت کریں۔

اخبار نور اور احمدی حضرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(از قلم جناب سردار جیون سنگھ صاحب ہندو باغ بلوچستان)

جب تک نور کی اشاعت سات سو نہیں ہوگی سردار صاحب موصوف کی یہ اپیل نور میں برابر شایع ہوتی رہے گی نور کے موجودہ خریدار ۳۵۰ ہیں۔ ہر ایک دوست اگر زیادہ نہیں تو کم از کم ایک ایک خریدار بھی مہیا کر دے تو یہ ۷۰۰ کی اشاعت ایک ہفتہ کے اندر اندر پوری ہو سکتی ہے۔ سردار صاحب کی یہ اپیل جس درد اور سوز کا اظہار کرتی ہے۔ اس سے احمدی احباب بخوبی اس امر کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ اس نازک وقت میں نور کے متعلق ان کا کیا فرض ہے۔ ایڈیٹر

کئی ماہ سے نور کی مالی حالت ڈانواڈول ہے۔ اپنوں کی بے اعتنائی کے باعث قلیل الاشاعتی کے تپ دق سے اس کا جانبر ہونا۔ جس میں وہ عرصہ سے مبتلا ہے۔ بظاہر مشکل نظر آتا ہے گویا عنوان بد سے بدتر ہو رہے ہیں۔ اب تک اس کی ہستی کا برقرار رہنا ایڈیٹر نور کی سعی بلیغ اور عشق تبلیغ پر مبنی ہے لیکن تابکے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

سیاہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے
کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انسان سے

عجب نہیں کہ "نور" جلدی اپنوں کی ہی سرد مہری کے باعث اس شعر کا ورد کرتا ہوا ہمیشہ کے واسطے گہری نیند میں سو جاوے ؎

من از بیگانگاں ہرگز ننالم
کہ با من انچہ کرد آں آشنا کرد

مجھے اس کے متزلزل حالات پڑھ کر کمال اندوہ و رنج ہوا ایڈیٹر نور کی توسیع اشاعت پر ملو متواتر و مسلسل اپیلوں کی ناقدری دیکھ کر نہایت حیرت ہے۔ غیروں کا تو خیر اس پرچہ سے چنداں تعلق نہ تھا۔ ان پر تو کوئی گلہ نہیں ہو سکتا۔ مگر اپنوں (احمدی حضرات جو غالباً لاکھوں کی تعداد میں ہوں گے) نے اس کو کیوں بے دردی سے پاؤں تلے روند ڈالا؟ جو کہ تبلیغی نقطہ نگاہ سے

ہمارے ایڈیٹر نور کے پڑوسی مولوی محمد عارف صاحب جو مسکین طبع اور نیک طینت بزرگ تھے لمبی بیماری کے بعد ۲ جولائی کو اس دار فانی سے کوچ کیا۔ مرحوم اپنے پیچھے دو بیویاں اور تین ننھے ننھے بچے چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ انکا حامی و ناصر ہو۔ اور خداوند کریم مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل بخشے دوست مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بقامت کہتر بہ قیمت بہتر کا مصداق ہے مجھے تو اس پرچہ میں جس کو میں ۳۰/۴۰ سال گذشتہ سے اکثر دیکھتا ہوں بہ حیثیت ایک وسیع قلب سکھ کے کوئی خامی اس قسم کی نظر نہیں آتی۔ جس کی پاداش میں اس کے ساتھ اس قسم کا ناگفتہ بہ سلوک روا رکھا جاوے۔ کیونکہ واقعات کو ملحوظ رکھکر بدون کسی قسم کے دل آزاری کے مذہبی اور جائز حقوق کے اندر اپنے اپنے مذہب کی شان و خوبیاں بتلا کر غیروں کو گرویدہ کرنا ہر فرد بشر کا قدرتی حق ہے۔ جس پر نور کاربند رہا ہے۔

احمدی حضرات! آپ ضرور کہیں گے کہ نوکون میں خواہ مخواہ "جو عورت کسی لڑکے سے اسکی ماں سے زیادہ محبت کرے وہ ڈاین ہوتی ہے"۔ گویا یہ مشہور مثل مجھ پر چسپاں کرنے میں کسی حد تک ضرور حق بجانب ہوں گے۔ لیکن جواب میں کہونگا کہ خدا "پنج انگشت یکساں نہ کرد" اور بس!

آپ کے نور نے مذہبی میدان میں کیسے نمایاں کام کئے۔ اور آپ نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ ذرا دھیان سے سنیں اور غور فرمائیں۔

(۱) اس نے کئی سال پہلے ڈنکے کی چوٹ سے بتلا دیا تھا کہ یوپی میں لاکھوں کی تعداد میں مسلمان رہتے ہیں۔ جن کی اصلاح فوری اور ضروری ہے ورنہ ایک نہ ایک دن وہ گر جاویں گے۔ اس وقت قوم کو پچھتانا پڑے گا۔ چنانچہ ملکانہ راجپوتوں کی شدھی اس پیشگوئی کی صاف تائید کرتی ہے۔ اگر اس کی آواز پر اس وقت دھیان دیا جاتا۔ اور ایک کان سے سنکر دوسرے کان نہ نکال دیجاتی۔ تو آج میدان ارتداد میں کمربستہ ہو کر آپ لوگوں کو خیمہ زن نہ ہونا پڑتا۔ اور اس قدر طول طویل تو تو میں میں نہ کرنی پڑتی۔ اور نہ کسی کو . . . . . کوسنے کی نوبت آتی۔

(۲) اس نے خاص طور پر بھولے بھالے سکھوں کو واضح طور پر بتلا دیا۔ کہ ان کو صرف ایک اونکار کو ماننا چاہیئے اور پرانے ہندوانہ راہ و رسم اور باطل طریقوں سے باز آنا چاہیئے۔ جو کہ ان کو بجائے گوردواروں کی طرف لیجانیکے پھر سے مندروں ٹھاکر دواروں کی طرف لیجا رہے ہیں۔ اور سکھوں و مسلمانوں میں جو جو غلط فہمیاں تھیں۔ اس کے قلع و قمع کرنے میں حتی الوسع کوشش کی۔ اور سکھوں کو مسلمانوں کے بہت نزدیک ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی تک کا زور لگا یا جس سے سکھ فرقہ میں ایک ہیجان سا برپا ہو گیا۔ اور اکثروں نے اس کی کھری کھری باتوں سے متاثر ہو کر اپنے مذہب پر نظر ثانی ضروری خیال کی۔

(۳) اس نے اذان کا گورمکھی میں ترجمہ کیا۔ جس سے یہی مقصود تھا۔ کہ دیہاتی سکھوں کو جو اکثر گورمکھی ہی جانتے ہیں۔ یہ ترجمہ پڑھ کر معلوم ہو جاوے۔ کہ اذان میں ان کے مذہب کے خلاف کوئی بات نہیں۔ صرف ایک قسم کا بلاوا ہے۔ تاکہ آئے دن کے خون خرابے بند ہو جاویں اور سکھ دیہات میں مسلمانوں کو اونچی آواز سے اذان کا حق حاصل ہو جاوے۔ جو اس وقت جہالت و غلط فہمی کے باعث کہیں کہیں ان کو حاصل نہیں ہے۔

(۴) قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ کرنا کوئی تھوڑا کام نہیں ہے۔ جو نظر انداز کیا جا سکے۔ جس کو ایڈیٹر نور نے محض اللہ کے بھروسہ پر شروع کیا۔ اور انجام کو پہنچایا۔ یہ بھی اسی لئے کہ سکھوں میں پرچار کا کام آسان ہو جاوے۔ اور وہ خود پڑھ لیویں کہ قرآن مجید کیا پیغام سناتا ہے۔

(۵) اس کے علاوہ کئی کتب لکھکر اور کئی چھوٹے موٹے محققانہ ٹریکٹ شایع کر کے اپنے مذہب کا بخوبی پرچار کیا۔ مگر اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

حضرات! کہاں تک بتلایا جاوے کیونکہ عدیم الفرصتی مانع ہے۔ بجز آپ ہی بتلائیں کہ استقدر اہم کاموں کے باوجود آپ لوگوں کی بے اعتنائی و سرد مہری کا سلوک کس مذہب میں روا ہے۔ یقیناً روز حشر آپکا "نور" آپ کے خلاف بحیثیت مدعی کھڑا ہو گا۔ اور اس سے آپ دامن نہ چھوڑا سکیں گے۔ اور محسن کشی کے خطاب سے مخاطب کئے جائیں گے۔ میں تو اس کے ساتھ بانوس تھا۔ مگر میرا انس اس کی حالت سدھارنے اور اسکو برقرار رکھنے میں قاصر ہے۔

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار[×]

حضرات! بے ادبی معاف آپ لوگوں نے غیر ممالک مثلاً جرمنی، فرانس، انگلستان تک پہنچکر اپنی مسجدیں بنوائیں۔ اور تبلیغ کا کام کیا بے شک یہ کارگذاری بہ نظر استحسان دیکھی جاوے گی۔ مگر یہ اولوالعزمی سونے پر سہاگہ کا کام دیتی۔ جبکہ آپ اپنے گرد و پیش کے حالات کی بھی خبر رکھتے۔

حضرات! آپ نے تو مذہبی میدان میں ایک زبردست تبلیغی حربہ کو بیرحمی سے توڑ پھوڑ دیا۔ جس نے نہایت آڑے وقت آپ کے کام آنا تھا میں آپ کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ آپ نے گھر کی چار دیواری میں اسوقت تک تبلیغ غیر ضروری سمجھی اس کے نتیجہ سے کبھی بھی آپ کو بے فکر نہ رہنا چاہیئے ورنہ ایک وقت آئیگا جبکہ آپ کو پچھتانا پڑیگا۔

حضرات! آپ میں بہت ارفع و اعلےٰ مذاق کے متمول امرا کی کمی نہیں ہے۔ بایں ہمہ نور کے ساتھ آپ کی سرد مہری ایک معمہ نہیں تو اور کیا ہے؟ صرف گوڑی مخلد رہ صفحہ ۲۳۸ اگ اگو روا دہرا دینا واجب سمجھتا ہوں۔

ڈڈے وڈے جو دنیا دار
کا ہو کا ج نہیں گا وار

× یہ سردار صاحب کی کسر نفسی ہے۔ ورنہ سردار صاحب کئی ایک خریدار نور کو دے چکے ہیں۔ جس کے لئے خاکسار ایڈیٹر نور دل سے دعاگو اور شکرگزار ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وڈے وڈے جو دسیں لوگ
ان کو بیاپے چنتا روگ

میں تاثانہ طور پر کہونگا کہ نور کو بند کرکے احمدی قوم بلاشبہ ایک بے نظیر تبلیغی حربہ کو اپنے ہاتھ سے کھودیگی اور وہ وقت قریب ہے۔ جبکہ آپ کو اس بے مروتی پر پچھتانا پڑے گا۔ مگر پھر پچھتانے سے کیا حاصل ہے

آئے ہیں بعد مرنیکے میرے مزار پر
پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر

اب میں معزز و لائق ایڈیٹر سے مخاطب ہوکر کہونگا۔ کہ اب تک آپ نے جو کچھ کیا۔ نہایت اچھا کیا اجر دینے والی کوئی خاص طاقت ہے۔ حوصلہ نہ ہاریں۔ ان اللہ مع الصابرین۔ خدا صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔ اسی طرح یہ راستی کو اپنا شعار رکھو۔ اور کسی پر گلہ مت کرو۔ کیونکہ زمانہ خاص خاص چند ہستیوں کے ماسوا بالعموم مذہبی دنیا میں تصنع اور بناوٹ کے مریض نظر آتے ہیں۔ جنکو حقیقت سے واسطہ نہیں ہوتا۔ اور سچائی کے تیغ کو لے وہ نگل نہیں سکتے۔ جو کہ جملہ عوارض روحانی کا واحد و یقینی علاج ہے۔ اور سب پاپوں اور پاکھنڈوں کو مانند صابن کے لوح دل سے دہو کر نکالدیتی ہے۔ بقول کہ (گورو واک)

(۱) سچ سبھنا ہوئے دارو
پاپ کڈھے دھوئے

سب کا علاج گناہ (کمزوری) نکلے دہو کر

(۲) کوڑ نکھٹے نانکا اوڑک سچ رہی
جھوٹھ ختم ہوئیگا آخر " رہیگا

آپ نے کئی دفعہ پڑھا ہوگا۔ گورو مہاراج کا فرمان ہے کہ:

سیوک کو گو رسدا دیالا
خادم مرشد دایم مہربان

چونکہ آپ تبلیغی سیوک ہیں۔ اس لئے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ آپ مطلق مایوس نہ ہوں گورو اکبہ بر تہارا رائیگاں نہیں جائیں گے۔ اگر میری یہ دعا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب حکیم میر سعادت علی صاحب حیدرآبادی کا مکتوب گرامی

اخویم مکرم عالی جناب شیخ صاحب سلمکم اللہ تعالےٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ۱۷ جون کا اخبار نور کہولا تو اس کے تیسرے صفحہ پر جب نظر پڑی تو دیکھا کہ:

"نور کا آخری پرچہ" لکھا ہوا ہے ان الفاظ کے پڑھنے سے دل کو بیحد تکلیف ہوئی اس کے بعد جب پورا مضمون پڑھا۔ تو سینہ بھر گیا۔ اور آنسو نکل پڑے۔ چونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی اصل غرض یہی تھی کہ تمام مذاہب کو اسلام کی دعوت دیجائے۔ اور اس زمانہ میں تبلیغ کا بہترین ذریعہ کتب یا اخبارات ہیں۔ خدا نخواستہ اگر آئے دن سلسلہ کے اخبارات صرف مالی مشکلات کی وجہ سے بند ہوتے رہیں۔ تو پھر ہماری زندگی کا مقصد کہاں تک پورا ہو سکتا ہے۔ ہم نے تو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے۔ اور فلاح و بہبودی اسی میں ہے۔ کہ ہم خدا کے برگزیدہ نبی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے ماتحت اسلام کی ترقی اور اشاعت کے لئے بدل و جان کوشاں رہیں۔ اور اپنا تن من دھن سب اسلام پر قربان کر دیں۔

پس ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنے اس عہد کو کبھی نہ بھولیں تاکہ آئندہ مشکلات ہمپر آسان ہو جاویں۔ اور ہمارا وقار و شان دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرے۔ گو ہماری جماعت قلیل ہے۔ لیکن آج تمام دنیا میں اس کی دہاک ہے۔ کیوں اس لئے کہ ہمارے مخالفین سمجھتے ہیں کہ ہم میں وہ جوش ہے کہ سلسلہ کی خاطر اپنے ذاتی اغراض کو پس پشت ڈال سکتے ہیں۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آج تک اس جماعت نے جو بے نظیر قربانی کی ہے۔ وہ کچھ کم نہیں لیکن ابھی ہمیں بہت کچھ کرنا ہے۔ منزل مقصود ابھی دور ہے اگر ہمارے قدم سست پڑنے لگے تو منزل اس سے بھی زیادہ دور ہو جاوے گی۔ لہٰذا ہمیں استقلال کے ساتھ تیز قدم چلنے کی ضرورت ہے تاکہ ہم جلد منزل مقصود پر پہنچکر گوہر مقصود کو حاصل کر سکیں۔ پس ہم کو چاہیئے کہ اپنے بزرگ بھائیوں کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں اور سلسلہ کی ترقی کے لئے ہم فنا ہو جاویں۔ اور اپنی خواہشات کو مٹا دیں تا ہماری ترقی ہو سکے۔

آج پچاس روپیہ کلدار ذریعہ تارمنی آرڈر ارسال خدمت ہیں۔ براہ کرم آپ اخبار نور کو ہرگز ہرگز بند کرنیکا خیال نہ کریں۔ کیونکہ اس سے دل کو بیحد تکلیف ہوتی ہے۔ آج تک آپ نے خدا تعالےٰ کے بھروسہ پر ہی اس کو جاری رکھا ہے۔ اور اب بھی اسی کے بھروسہ پر اس کو جاری رکھیں۔ وہی آپ کے مشکلات کو دور فرما دے گا۔ اور آپکا حامی و ناصر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ ماہانہ بلاناغہ پچاس کلدار جب تک کہ اخبار نور کے پورے خریدار نہ ہو جاویں روانہ کرتا رہونگا۔ چونکہ میں خود بھی بہت کمزور ہوں اور پیشہ بھی بہت نازک ہے۔ اور نیز میرے اخراجات بھی بہت زیادہ ہیں۔ اس لئے آپ دعا فرماویں۔ کہ خدا تعالےٰ میری مدد فرماوے اور میرے مشکلات کو آسان فرمادے تا میں دین کی خدمت میں سستی نہ کر سکوں زیادہ۔ والسلام

خاکسار حکیم میر سعادت علی حیدرآباد دکن

نور۔ میں کیا بلکہ ہر بہی خواہ نور نہیں نہیں بلکہ ہر بہی خواہ اسلام کے دل سے آپ کے لئے دعائیں نکل رہی ہیں کیونکہ آپکے ایثار نے بجھتے نور کو روشن تر مردہ اور نہک کر چور ہوئے مجاہد کو از سر نو تازہ دم کرکے صف اول میں کہڑا کر دیا۔ جس نے اغیار کی نظروں میں احمدیت کی شان کو بہت بلند کر دیا ہے۔ اور آنے والی نسلیں آپ کے اس قابل فخر و رشک ایثار سے ایک بہترین سبق حاصل کریں گی۔ اور مجھے وہ احمدی حضرات کے گوش ہوش تک پہنچ گئی۔ اور انہوں نے اس سے متاثر ہوکر "نور" کو برقرار رکھنا مناسب سمجھا۔ تو میں جانونگا کہ میرے چند منٹ ضایع نہیں ہوئے۔ ورنہ میں ہونگا کہ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ اور آپ کو حسنات دارین کا وارث بنائے۔ آمین۔